قدیم وجدید ایران کی سرزمین

۱۔

شاہنشاہِ ایران۔ محمد رضا شاہِ پہلوی
کی تالیف
"ماموریت برائے وطنم" کا سلسلہ وار ترجمہ
از ڈاکٹر کے۔ این۔ پنڈت

فصلِ اوّل

مجھے بچپن کے اُس زمانے کا ایک واقعہ اب تک یاد ہے جب میں سویزرلینڈ میں تعلیم حاصل کررہا تھا۔ بات یوں ہوئی کہ ہر صبح دُودھ کی گاڑی لیکر ہمارے مدرسے میں آنے والے شیر فروش نے ایک دن مجھ سے پُوچھا کہ کس مُلک سے سویزرلینڈ میں آئے ہو؟ میں نے کہا کہ پرشیا (ایران) سے آیا ہوں۔ بولا ہاں میں پرشیا کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ امریکہ کا ایک شہر ہے۔

اس واقعہ کو گذرے کئی سال ہو گئے ہیں۔ حال میں دربار شاہنشاہی کا ایک ملازم امریکا کے سفر پر گیا ہوا تھا۔ واپسی پر اُس نے ایک عجیب واقعہ بیان کیا جس سے وہ امریکا میں دوچار ہوا تھا۔ اُس نے کہا امریکا جانے سے قبل میرے دل میں ہمیشہ سے یہ آرزو تھی کہ امریکا کے ایک سُرخ پوست (ریڈ انڈین) کو اپنی آنکھوں سے دیکھوں۔ جب میں امریکا پہنچا تو میں نے یہ آرزو اپنے امریکی میزبان کے سامنے ظاہر کی۔ اُس نے کہا کہ اس آرزو کا پورا کرنا بہت آسان ہے۔ چونکہ سرخ پوستوں کی ایک بستی کی سیر و سیاحت ہمارے پروگرام میں شامل ہے اس لئے ایک سُرخ پوست کا دیکھنا آسانی سے میسّر ہوسکتا ہے۔ جب میں اُس مخصوص بستی میں پہنچا تو مجھے بڑی مایوسی ہوئی کیونکہ وہاں کے سرخ پوستوں کے سروں پر وہ پردار سربند نہیں تھے جو ہالی ووڈ والے اپنی فلموں میں اکثر دکھاتے ہیں۔ آخر کار ہمارے میزبان نے ایک ایسے سُرخ پوست کا ہم سے تعارف کروایا جس کے سر پر پردار سربند تھا اور جس نے اپنے چہرے کو مختلف رنگوں سے منقّش کیا تھا۔ اس شخص نے بڑی فصیح انگریزی میں مجھ سے پوچھا کہ کس ملک کے رہنے والے ہو؟ میں نے کہا کہ میں ایک دوست ملک سے آیا ہوں جس کو پرشیا یا ایران کہتے ہیں۔

ایران کا نام سُنتے ہی اُس سرخ پوست کا چہرہ مسرت سے کھل اُٹھا اور اُس نے فصیح فارسی

زبان میں کہا:-

"السلام علیکم۔ حال شما چطور است؟"

اس اتفاقیہ سے میں متحیر ہُوا لیکن مجھے جلدی ہی معلوم ہوا کہ یہ سُرخ پوست دوسری عالمگیر جنگ میں خلیج فارس میں متعین امریکی فوج میں خدمات انجام دے چکا تھا۔ اس فوج کی ٹکڑی کے ذریعے تقریباً ستر لاکھ ٹن فوجی بارود ذخائر کو ایران کے راستے سے رُوس پہنچایا گیا تھا اور ہٹلر کی فوجوں کی شکست اور اتحادیوں کی فتح میں اس دستہ نے اپنا حصہ ادا کیا تھا۔ اس سُرخ پوست نے نہ صرف خود فارسی زبان اچھی طرح سیکھی تھی بلکہ اپنے قبیلے کے افراد کو بھی سکھائی تھی اور نہ ہمارے قدیم تمدّن و فرہنگ کے بارے میں بھی خاطر خواہ اطلاع حاصل کی تھی۔

اے کاش مغرب کے زیادہ سے زیادہ لوگ اُس سُرخ پوست کے اندازہ کے مطابق ہی میرے ملک (ایران) کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے اور یہ جانتے کہ ایران نے انسانی تمدّن کی پیشرفت اور ترقّی کے لئے کیا کیا خدمات انجام دی ہیں اور آیندہ کے لئے بھی جیسا کہ میرا پورا اعتماد ہے کہ دُنیا کے فرہنگ و معارف کے لئے کیا خدمات انجام دیگا۔ کبھی میں سوچتا ہوں کہ وسطِ ایشیا کے ممالک میں سے کیوں ایران ہی کو باہر کے ملکوں میں زیادہ اچھی طرح جانا نہیں جاتا۔ اس سوال سے مجھے بڑی حیرت ہوتی ہے کیونکہ جو کچھ بھی ہم سامنے لائیں یہ بات مسلّمہ ہے کہ ایران کا وسطِ ایشیا کے تمدّن میں بہت بڑا حصہ ہے اور اس نے مغربی دنیا کو فلسفہ اور ہنر و ادب کے ذوق سے سرشار کر دیا ہے جس طرح آج امریکہ اصل چہار (پوئنٹ فور) پروگرام کے تحت دوسرے ملکوں کو فنی مدد دے رہا ہے اسی طرح ہم نے تاریخ کے ابتدائی دور سے ہی جہانِ بشریت کو فرہنگ و ہنر دیا ہے۔

دُنیا یا وسطِ ایشیا کے جغرافیائی نقشے میں ایران کا خِطّہ نمایاں ہے۔ یہ مُلک ایلاسکا سے بڑا ہے اور اس کی مساحت امریکہ کے ٹیکساس ریاست سے دُگنی ہے۔ فرانس، سوئیزرلینڈ، اٹلی، سپین، پرتگال، بلجیم اور لکسمبرگ کے مجموعی رقبہ سے ایران کا رقبہ زیادہ ہے۔ ہماری جغرافیائی حیثیت ایسی ہے کہ ایران ہزاروں برس سے دُنیا کے چوراہے کا نقطۂ اتصال ہے۔ یہ بات اُس وقت بھی اتنی ہی حقیقت رکھتی تھی جب لوگ بڑے بڑے کاروانوں کی صورت میں سفر کرتے تھے جتنی کہ آج جب کہ جیٹ ہوائی جہازوں اور ہدایت شدہ راکٹوں کا زمانہ ہے۔

ایران کی آبادی فی کلومیٹر کے حساب سے کم ہے پھر بھی ہماری دو کروڑ کی آبادی آسٹریلیا

جیسے براعظم کی آبادی سے دوگنی ہے۔ میرا پایۂ تخت تہران دُنیا کا ایک ایسا شہر ہے جس میں بڑی سُرعت کے ساتھ توسیع ہوئی ہے اور دوسری عالمگیر جنگ سے لیکر (جبکہ اس کی آبادی پانچ لاکھ تھی) آج تک اس کی آبادی تگنی ہو گئی ہے اور اب پندرہ لاکھ سے بھی متجاوز ہے۔ البتہ تہران میں آبادی کے اضافہ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بہت سے دیگر ممالک کے مرکزی شہروں کی طرح کئی لوگوں نے اپنی اصلی جائے سکونت کو چھوڑ کر تہران شہر کا رُخ کیا۔ بہر صُورت اجمالی طور پہ کہا جائے گا کہ ہمارے پایۂ تخت میں لوگوں کی تعداد میں بڑی سُرعت کے ساتھ اضافہ ہُوا ہے۔

ہمارے مُلک کا ایک بڑا حصّہ خُشک اور بے آب ہے لیکن باقی حصّوں میں سالانہ بارش کی مقدار بہت زیادہ ہے۔ اور یہ علاقہ جنگلوں اور شالی کے کھیتوں سے بھرا ہُوا ہے۔ ملک کے کم و کاست خشک حصّوں میں پانی پہاڑوں پہ جمع برف کے پگھلنے سے پہنچتا ہے۔ برف پوش پہاڑ ایران کے مرکزی علاقہ کے تقریباً اردگرد پھیلے ہوئے ہیں اور کئی سلسلے ایک دوسرے سے مِل جاتے ہیں۔ دشتِ کویر کو چھوڑ کر ایران کا کوئی حصّہ ایسا نہیں جو کوہستانوں سے بہت زیادہ دُوری رکھتا ہو۔ برف پوش پہاڑوں سے جاری ہونے والا پانی نہریں کھود کر دیہات تک پہنچایا گیا ہے۔ حال میں ہم نے گہرے کنوئیں کھودنے کا قدم اُٹھایا ہے۔ ماہروں کا کہنا ہے کہ ایران میں اس قدر پانی ہے کہ وہ موجودہ آبادی سے تین گنا زیادہ آبادی کی ضروریات کو پُورا کر سکتا ہے۔

ایران میں آب و ہوا میں بڑی تفاوت ہے۔ ملک کے مختلف حصّوں میں مختلف موسموں کی آب و ہوا کا فرق نمایاں ہے۔ میرے خیال میں ایران کی آب و ہوا میں اس قدر فرق ہونے کو ہی ایران کی ایک موثر طاقت خیال کرنا چاہیئے۔ ہمارے ملک کے لوگوں کی جسمانی طاقت حد سے زیادہ ہے۔ یہ کوئی اتفاق کی بات نہیں کہ ایران کے لوگ کُشتی، وزن برداری اور ایسی دیگر ورزشوں میں بہت قوی ہیں اور کھیل کے بین الملّی مقابلوں میں ہمارے ورزش کاروں نے اپنے ملک کی آبادی کے تناسب سے کہیں بڑھ کر اولیت کے تمغے حاصل کئے ہیں۔

ہوشمندی اور زُود فہمی میں بھی جیسا کہ آگے چل کر ہم ذکر کریں گے۔ ایران کے لوگ کافی شہرت رکھتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ملک میں اجباری اور غیر اجباری تعلیم کی توسیع کے ساتھ ساتھ ہم یہ اُمید کر سکتے ہیں کہ آیندہ ایّام میں ایرانی قوم علم و ہنر، زمینداری، صنعت، تجارت اور دیگر تمام اصناف میں خاصا اور بیش بہا حصّہ لیتے رہیں گے۔

معدنیات کے لحاظ سے ایران بہت غنی ہے۔ پٹرول اور مٹی کے تیل کی پیداوار کے لحاظ سے

ہمیں دُنیا کا ایک بڑا ملک خیال کیا جاتا ہے اور اس بناء پر ہم نے بڑی شہرت حاصل کی ہے۔ مشرقِ وُسطیٰ میں تیل کی صنعت کا آغاز ایران سے ہی ہُوا ہے اور جو تازہ علمی تحقیق و مطالعہ عمل میں لایا گیا ہے۔ اس سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہمارا ملک گویا ایک عظیم جہاز ہے جو تیل کے سمندر پر ٹھہرا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں شاید لوگ اس بات سے اب تک بھی بے خبر ہیں کہ ہمارے ملک میں اور بھی بڑی قیمتی معدنیات کے ذخیرے موجود ہیں۔ ان میں مثال کے طور پر پتھر کا کوئلہ، کچا لوہا، مینگنیز، کرومائیٹ، قیمتی پتھر اور دیگر کیمیائی مواد مثلاً بورائیٹ، سلفائیٹ، نمک طبرزد وغیرہ کا نام لیا جا سکتا ہے۔ ان معدنیات کو کافی ساری تعداد میں ہم خارجی ممالک میں برآمد کر سکتے ہیں لیکن ان کا استخراج اور ان سے بہرہ برداری کا کام ابھی ابتدائی مراحل میں ہی ہے۔

دشتِ کویر کو چھوڑ کر ایران کا تقریباً باقی تمام علاقہ آسٹریلیا کی طرح آباد ہے۔ جہاں کہیں بھی آبپاشی کی سہولت میسر ہے وہاں کئی قسم کے اناج اُگائے جا سکتے ہیں۔ ان میں گندم، جو، مکئی، چاول، روئی، سیب، آلو، ماش اور دیگر دالیں، چقندر، نیشکر، تمباکو اور چائے شامل ہیں۔ سبزیاں بھی بڑی مقدار میں پیدا ہوتی ہیں جیسے بند گوبھی، شلغم، پیاز، بینگن اور کھیرا وغیرہ۔

جن لوگوں کو ایران آنے کا موقع ملا ہے۔ انہوں نے یہاں کے رسیلے اور خوشبودار میوؤں سے ضرور لذت اُٹھائی ہوگی۔ ان میں سیب، زرد آلو، انگور، گلاس، ناشپاتی، انار، لیموں، نارنگی، کھجور اور زیتون کا نام لیا جا سکتا ہے۔ ایران میں خربوزہ، پستہ اور چلغوزہ کی کئی قسمیں اُگتی ہیں۔ ایران میں مویشی پالنے کا کام بھی خاطر خواہ طریقہ پر ہوتا ہے۔ ہمارے کسان اور خانہ بدوش لوگ جو اپنے اپنے قبیلے کا مخصوص لباس پہنتے ہیں۔ پہاڑوں اور چراگاہوں میں مویشی پالتے رہتے ہیں۔ کچھ برسوں سے مشینی آلات کے ذریعے زمینداری کا کام کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ دہقانوں اور کسانوں میں املاک کی تقسیم کے کام کے بارے میں ہم آئندہ کی فصلوں میں ذکر کریں گے۔

ہم اپنے ملک میں باہر سے نسبتاً کم غذائی مواد منگواتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں بہت زیادہ مقدار میں برآمد کرتے ہیں۔ خاص طور پر پستہ اور بادام جیسے خشک میوہ جات ہم بڑی مقدار میں برآمد کرتے ہیں۔ دُنیا کے بازار میں "خاویار روسی" کے نام سے جو خاویار فروخت کیا جاتا ہے۔ اس کا بڑا حصہ ایران ہی سے ہے۔ روس، امریکہ اور دیگر ممالک کو برآمد ہوتا ہے (ایک ظریف نے کہا ہے کہ عام عقیدہ کے خلاف خاویار مچھلی بحرِ خزر کے شمال سے اُس کے جنوبی سواحل کی طرف کوچ کر چکی ہے) لیکن دُرست تو یہ ہے کہ انقلابِ رُوس سے کئی سال قبل اس قسم کی مچھلی نے بحرِ خزر کے جنوبی ساحل کے گرم پانی کو اپنی نسل کشی کے لئے زیادہ

Scanned with OKEN Scanner

ڈھونڈ پایا اور اس طرف چلی آئی۔ ہمارے سمندروں میں مچھلی کی فراوانی ہے لیکن ابھی تک اس سے پوری بہرہ برداری نہیں ہوئی ہے۔

یہ تو ہم نے اوپر کہا کہ ہم ایسی غذائی چیزوں کو اُگاتے ہیں جو نہ صرف ہمارے ملک میں بلکہ دُنیا کے باقی حصّوں میں رہنے والے لوگوں کے لئے مفید اور ذی قیمت ہیں۔ لیکن حال ہی میں ہم نے ایران میں قدرتی اور انسانی منابع سے فایدہ اُٹھانے کا کام بھی شروع کیا ہے۔ انگلستان میں ایک تازہ رسمی خبر کے مُطابق "مشرقِ وُسطیٰ میں ایران ہی شاید ایک ایسا ملک ہے جسمیں توسیع اور ترقی کے عظیم امکانات نظر آتے ہیں۔"

ایران صدیوں سے مشرق اور مغرب کا محلِ اتّصال رہا ہے (حتّیٰ کہ کبھی لوگ بھُول جاتے ہیں کہ جغرافیائی لحاظ سے ایران ایشیا کا ایک حصّہ ہے) قدیم زمانے میں چین اور یورپ کے درمیان آنے جانے والے کاروان ایران ہی سے گزرتے رہے ہیں اور اسی ملک میں اپنا تجارتی مرکز بناتے رہے ہیں۔ یہ کاروان اکثر ریشم اور قیمتی پتّھر اور تمام چیزیں جو وہ مشرق سے خریدتے تھے یا تو متموّل ایران میں لاکر فروخت کرتے تھے یا یورپ میں۔

صدیوں پہلے جبکہ ابھی جدید دُنیا دریافت نہ ہوئی تھی، یورپ کے اکثر لوگ غذا زمین پر رکھ کر ہاتھ سے کھایا کرتے تھے۔ لیکن اُس وقت ایران کے لوگ خوب صورت اور نقش و نگار کیے گئے برتنوں میں رکھ کر اور چمچوں اور چھُریوں سے کھاتے تھے۔ چین کو چھوڑ کر ہمارے ملک کے لوگوں کا تمدّن دُنیا کا قدیم ترین اور مسن ترین تمدّن خیال کیا جاتا ہے۔ اور اگر میں یہ کہوں کہ تہذیب و تمدّن کے کچھ پہلوؤں میں ہم چین سے بھی بڑھ چڑھ کر تھے تو شاید یہ مبالغہ نہ ہوگا۔ اس تمدّن کی کہن سالگی خیر کچھ بھی ہو اس بات میں قطعی انکار کی گنجائش نہیں کہ ہمارا تمدّن چینی یا ہمارے زیادہ نزدیک کے ملک عرب کے تمدّن کی نسبت بیشتر مشرقی تمدّن کا آئینہ دار رہا ہے۔ ایران آریائی نسل کے لوگوں کی ایک قدیم ترین سرزمین ہے۔ اسی نسل کو امریکہ اور یورپی ملّتوں کی آج کل کی بیشتر نسلوں کا ریشہ خیال کیا جاتا ہے۔ نژاد کے لحاظ سے ہم عربوں سے جو کہ سامی نسل سے ہیں بالکل مختلف ہیں۔ فارسی زبان سے بھی یہ نکتہ بالکل واضح ہوتا ہے کیونکہ ہماری زبان ہند اور یورپائی خانوادہ سے نکلی ہے جو کہ انگریزی، فرانسوی، جرمنی اور مغرب کی دیگر اہم زبانوں کے ریشہ کی جڑ ہے۔ البتہ ایرانیوں نے گذشتہ صدیوں کے دوران باقی تمام نسلوں کے ساتھ ازدواجی رشتے بنائے۔ چنانچہ عربوں کی فتحِ ایران کے بعد عربی زبان کے بہت سارے الفاظ ہماری زبان میں وارد ہوئے لیکن اس کے باوجود ہماری زبان کی اصالت اور لسانی خصوصیت میں

کوئی تبدیلی نہ آسکی اور وہ اپنی جگہ پہ قائم رہی۔

مجھے اب تک یاد ہے کہ یہ جان کر مجھے بڑا تعجب ہوا تھا کہ گلِ لالہ اور ہوا کی چکی دراصل ایران سے لا کر ہی ہالینڈ میں رائج کیے گئے ہیں۔ یہ بات ہالینڈ کے وابستۂ فرہنگی (کلچرل اٹیچی) نے جو کہ ایک دانشمند آدمی تھا مجھ سے کہی تھی۔ میری نظر میں اگر ہالینڈ کا ایک باشندہ اس بات کو قبول کرے اور دُھرائے تو اس کی حقیقت میں تردید کی گنجائش نہیں ہونی چاہیئے۔ اس مردِ دانشمند نے بڑی تحقیق و تدقیق کے بعد یہ معلوم کیا ہے کہ ہالینڈ کے گلِ لالہ کی اصل ایک ایسا خودرو لالہ ہے جو اکثر ہمارے صحراؤں میں پایا جاتا ہے۔ ہوا چکی بھی ہالینڈ والوں نے جنوبی ایران میں مُروّج ہوا چکی کو دیکھ کر نقل کی ہے۔ ہالینڈ کے تاجروں کا سب سے پہلا دستہ جب ایران میں آیا تو انہوں نے اس طرح کی چکی دیکھی اور وطن جا کر اس کو وہاں عام کر دیا۔

نرد کا کھیل بھی ایرانیوں کی اختراع ہے اور چوگان بازی بھی ایران ہی سے شروع ہوئی ہے ہمارے گذشتہ سلاطین اس کھیل کے ساتھ خاصی رغبت رکھتے تھے۔ پستہ ایران کی محصولات میں شامل ہے اور یونجہ (گھاس) بھی ایران میں خالص ایرانی گھوڑوں کی خوراک کے لیے کاشت کیا جاتا تھا........ ایک میوہ ہے جس کو ایرانیوں نے قدیم زمانہ میں چین کے قدرتی جنگلوں سے حاصل کیا تھا اور پھر اس کی تربیت کی تھی اور رفتہ رفتہ اس درخت کو بحیرہ روم کے ساحلی علاقوں اور یورپ میں پھیلایا۔ گلاب کا پھول ہزارہا سال سے نہ صرف ہمارے باغوں کی زینت بڑھاتا رہا ہے بلکہ یہ بھی ایران ہی کی پیداوار ہے۔ یاس، نرگس اور یاسمن جیسے پھول نہ صرف ایران سے دنیا کے دوسرے ملکوں تک پہنچائے گئے بلکہ اب تک کئی خارجی زبانوں میں ان کے ایرانی نام باقی ہیں۔ شربت جو کہ ایران میں مائع کی شکل میں پایا جاتا ہے اور امریکا اور دیگر ممالک میں منجمد قلفی کی صورت میں بکتا ہے۔ صدیوں سے ایران کی گوارا مشروبات میں سے ہے۔ کلمۂ "شراب" جو کہ شربت کے نام سے معروف ہے کلمۂ "شیراز" سے مشتق ہے اور عربوں نے قرونِ وسطیٰ میں اس کے بنانے کا طریقہ ہسپانیہ کے لوگوں کو سکھایا۔

علمی اور ہنری چیزوں میں ایرانیوں کی تخلیقی قوت بھی بڑی نمایاں رہی ہے مثلاً سورج گھڑی کو ایرانیوں نے ہی بنایا تھا۔ سب سے پہلا رصد خانہ بھی ایران میں ہی بنایا گیا تھا۔ گھڑی میں اعداد کا صفحہ بھی ایرانیوں ہی کی اختراع تھی۔ اگرچہ یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے لیکن ہمارے پاس اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ ایران کا عظیم دانشمند اور طبیب بو علی سینا جو آج سے ایک ہزار سال پہلے گزرا

پنسلین کی خاصیتوں سے آگاہ تھا اور اُس کو اپنے معالجات میں استعمال کرتا تھا۔ اُس نے روٹی پر لگنے والے سفوف کو دشوار زخموں کے اندمال کے لئے تجویز کرتا تھا۔ ابوعلی سینا نے اپنے وقت کے طبیبوں کو مشورہ دیا تھا کہ روٹی پر سفوف کو جمٹا دیں اور پھر احتیاط کے ساتھ روٹی پر سے اس کو جمع کریں اور زخم پر باندھیں۔ اس کے کئی صدیوں کے بعد انگریز حکیم سر الیگزینڈر فلیمنگ نے اسی پینکش کو پنی سلین کا نام دیا اور اس کی طبی خصوصیتیں باردیگر زیر مطالعہ و آزمائش لائی گئیں اب پنی سلین نام کی یہی دوائی لاکھوں لوگوں کو موت کے پنجہ سے نجات دلاتی ہے اور بڑی مقدار میں تیار کی جاتی ہے۔

سرزمین یورپ کے بہت سارے لوگ یہ نہیں جانتے کہ مملکت داری اور امورِ نظم و نسق میں بھی ایران مشہور رہا ہے۔ ملک کی صوبوں میں تقسیم اور ایک صوبائی گورنر کے ذریعہ انصرام مملکت کے بغیر درست طریقہ پر ملک کا نظم و نسق ممکن نہیں اور یہ سب ایران میں ہی بروئے کار لایا گیا۔ ملک کے عرض و طول میں متعدد شاہراہوں کی تعمیر سب سے پہلے ایران میں ہی عمل میں لائی گئی۔ روم کی ایمپائر کی تشکیل سے مدتوں پہلے ملک کے مختلف مقامات کے درمیان منظم ڈاکیوں کے ذریعے ارتباط کا سلسلہ ہمارے ملک میں رائج تھا۔ معین فاصلوں پر ڈاک گھر بنائے گئے تھے اور سرکاری ہرکارے ہر ڈاک گھر میں حاضر تازہ نفس گھوڑوں کے ذریعے ایران کے طول و عرض میں ایک مقام سے لیکر دوسرے دور دراز مقام تک زیادہ سے زیادہ پندرہ دن میں ڈاک پہنچاتے تھے اس کے علاوہ خبروں کو سینکڑوں میلوں تک زیادہ سُرعت کے ساتھ پہنچانے کے لئے پہاڑوں کی بلندیوں پر برجوں کی تعمیر اور ان میں آگ کے روشن کرنے یا دیگر علامات کے ذریعہ خبررسانی کا طریقہ بھی اس ملک میں رائج تھا۔

ایران دُنیا کے پہلے ملکوں میں ہے جہاں سِکّوں کی ضرب کا قدم اُٹھایا گیا۔ داریوش کبیر نے "دریک" نام کا سونے کا سِکّہ رائج کیا تھا اور دنیائے قدیم میں صرف یہی سِکّہ روا خیال کیا جاتا تھا عجیب بات یہ ہے کہ یہ قدیم سِکّہ وزن کے لحاظ سے انگلستان کے سونے کے سٹرلنگ کے عین برابر ہے داریوش کا چاندی کا سِکّہ انگریزی شلنگ کے وزن کے برابر تھا۔ ماپ تول کے پیمانے جن سے ملک کے ایک دوسرے سے لے کر دوسرے سرے تک حتیٰ کہ خارجی ممالک میں بھی تجارت میں بڑی آسانی ہوتی تھی۔ ان کے بنانے میں بھی ہم پیشقدم تھے بلکہ انہیں یکسانیت پیدا کرنے کے مخترع بھی ہم ہی تھے۔ اس کے علاوہ ہم نے حساب کتاب کی متحدالشکل روشوں کو بھی مُرَوّج کیا تھا۔ رفتہ رفتہ دُنیا کے

باقی ملکوں نے ہم سے ہی ان باتوں کا اقتباس کیا۔

امپراطوری کو منظم طور دائر کرنیکا سہرا بھی ایران ہی کے سر ہے۔ اس کتاب کے پڑھنے والوں نے روم کی امپراطوری کی تاریخ تو پڑھی ہی ہوگی لیکن اس امپراطوری کے آغاز سے صدیوں قبل سرزمین ایران کی شاہنشاہی اپنے اوج کمال پر تھی اور مالیات کے وصول کرنے، رفاہ عام کے کام انجام دینے فوجی تنظیم کو عمل میں لانے اور نظم ونسق کی دیگر تمام سہولیات کو فراہم کرنے میں جو کہ آج کل کی مملکت داری کے اہم تنظیمات ہیں۔ ایران نے صحیح اور منظم روش اختیار کی تھی۔

میرا ملک ایک بڑے مذہب یعنی دین زردشت کا گہوارہ بھی رہا ہے اور دیگر مذاہب کی آماجگاہ بھی اور یہی ملک دین اسلام کے ایک بڑے فرقہ مذہب شیعہ کی پرورش اور تقویت کا مقام بھی ہے۔ میں خود اس دین کے راسخ ترین معتقدوں میں سے ہوں اور اس کتاب میں بارہا اس کا ذکر کروں گا۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں زردشت نے ایران میں آئین زردشت پھیلایا۔ ادیان کے ایک مشہور عالم پروفیسر ولیم جیکسن (JACKSON) کے مطابق "دین یہود و مسیحیت کو چھوڑ کر ادیان قدیم میں ناممکن ہے کہ زردشتی دین کے علاوہ اور کوئی مذہب ایسا ہے جسمیں راستی، شرافت، بزرگی، معاد جسمانی، بقائے روح، پاداش نیکوکاری اور فنا نہ ہونے والی روحوں کی بدی کی جزا وغیرہ کے بارے میں جیسے کہ اس مذہب کی مقدس کتاب اوستا میں درج ہے، کے موضوعات کے بارے میں اس قدر تسلی بخش انسانی فکر موجود ہو۔"

ایران میں رواج پانے والے دیگر عقاید میں ایک کیشِ مانوی ہے جس کی تعلیم مانی نے تیسری صدی میلادی میں دی تھی۔ مانی چاہتا تھا کہ اس کے زمانے سے پہلے کے تمام مروّج مذاہب کے کلی وعمومی حقائق کو بدست لائے اور پھر ایک ایسے دین کو وجود میں لائے جس کی بنیاد زردشت بودھ اور حضرت مسیح کے اصول عقاید پر ہو۔ شاید وہ پہلا شخص ہے جس نے دینوں کے قانون میں مختلف مذاہب میں موجود حقائق کی تلفیق کو بنیاد بنانا چاہا۔

ایران کے دینی رہنماؤں نے دینی حقائق کی اشاعت میں تو کوشش کی ہے لیکن اس کے علاوہ ایرانیوں نے ادب عرفانی اور بخصوص تصوّف کی ترویج میں بہت بڑا حصّہ ادا کیا ہے۔ صوفیوں کی نگارشات نے مشہور مستشرقین کی توجہ اپنی طرف مبذول کی۔ ان کے ادب میں روئے زمین کے تمام انسانوں کے لئے صفا اور محبت کا ہدیہ ہے۔ انہوں نے اپنے خطاب کو نہایت خوبصورت ادبی زبان میں امثال وحکایات کے ذریعہ بیان کیا ہے۔ شعروادب کے لئے ہم دنیا بھر میں فردو

حافظ، سعدی، مولوی، خیام اور دوسرے بڑے استادوں کی وجہ سے مشہور ہیں۔ کیمبرج کے ایک فاضل دانشمند کا قول ہے کہ حجم کے لحاظ سے فارسی ادب میں جتنی کتابیں موجود ہیں دوسری کسی زبان میں نہیں اور مغرب زمین کے وہ تمام دانشمند جو فارسی زبان میں فارسی ادب کا مطالعہ کر چکے ہیں اس عقیدہ کی تصدیق کرتے ہیں۔

یہاں بے مناسبت نہیں کہ میرے ملک کی طویل تاریخ پہ ایک اجمالی نظر ڈالی جائے۔ پتھر کے زمانے میں بحر خزر کے جنوبی علاقے میں اور اس علاقے میں جو آج کل کے ایران کی تشکیل کرتا ہے لوگ بسے ہوئے تھے۔ تہران میرا پایۂ تخت ہے۔ اس کے نزدیک کئی قدیم گاؤں کے کھنڈرات ملے ہیں جن کے بارے میں آثار قدیمہ کے محققین کا خیال ہے کہ دو ہزار سال قبل مسیح کے ہیں۔ کاشان ایران کا ایک مرکزی شہر ہے۔ اس کے نزدیک سیلک نام کے گاؤں میں قدیم آثار ملے ہیں جس کے بارے میں باستان شناسوں کا خیال ہے کہ وہ پانچ ہزار سال قبل کے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قدیم زمانے میں ایران کے رہنے والے صحرانشین ہوتے ہونگے جو حیوانات کے شکار اور کھانے پینے کی چیزیں دستیاب کرتے کرتے ایک کونے سے نکلکر دوسرے کونے میں جا بسے ہوں گے اور آخر کار گاؤں کی صورت میں سکونت اختیار کر کے زمینداری، مال مویشی کی پرورش وغیرہ میں لگ گئے ہونگے۔

آذربائیجان میں حسنلو نام کا ایک گاؤں ہے۔ آذربائیجان ایران کا شمال غربی صوبہ ہے۔ سال ۱۳۳۷ھ میں ایرانی اور امریکی باستان شناسوں نے اس گاؤں کے نزدیک سونے کا ایک پیالہ دستیاب کیا۔ یہ نہایت خوبصورت تھا اور اس پہ نفیس نقش و نگار کئے ہوئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ آثار قدیمہ کے محققوں کے مطابق یہ سب سے بڑی اہمیت کی چیز ہے جو اب تک ملی ہے۔ یہ پیالہ اور وہ قدیم قلعہ جس کے کھنڈرات میں یہ پیالہ ملا ایک ایسی ملت کے وجود کو ظاہر کرتے ہیں جس کی تاریخ کے بارے میں آج تک کوئی کچھ نہیں جانتا اور نشاید نویں صدی میلادی میں نزدیک کی قوموں کے حملے کے نتیجے میں تباہ اور نابود ہو گئی ہے۔ میری نظر میں یہ واقعہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ ایران کے تمدن کے اولین دور کے بارے میں ابھی تک بھی ہماری اطلاعات ناقص ہیں۔

تاریخ میلاد مسیح سے پندرہ سو سال قبل آریوں کی نئی قوم ہمارے اسلاف کے ساتھ جو کہ ایران کے طول و عرض میں سکونت پذیر تھی، ملحق ہو گئی۔ اگرچہ یہ بات قطعی طور ثابت نہیں ہوئی ہے لیکن

ممکن ہے کہ یہ آریائی قوم مرکزی روس کے جنوبی حصہ سے ایران کی طرف آئی ہوگی۔ بہرصورت ان لوگوں نے میرے ملک کو اپنا نام دیا اور ہماری سرزمین کا نام ایران یعنی آریوں کا گھر پڑا۔ ایران میں آئے ہوئے آریوں کی دو جماعتیں ہوئیں یعنی ماد اور پارس۔ تورات میں دونوں گروہوں کا ذکر آیا ہے۔

ماد گروہ کے ایک بڑے حصے نے موجودہ ایران کے شمال مغربی حصہ میں سکونت اختیار کی۔ اور پارس گروہ نے جنوبی حصہ کو اپنا وطن بنایا۔ آریائی نسل کے ان دو گروہوں میں پارس لوگوں کی نسبت ماد قوم میں بہتر تمدن تھا۔ ان کے پاس گھوڑے، مویشی، بھیڑ بکریوں کے ریوڑ، پہیہ دار گاڑیاں، فوجی رتھ اور رکھوالی کرنے والے کتے بھی تھے۔ وہ پڑھنا اور لکھنا بھی جانتے تھے۔ چھٹی صدی قبل مسیح میں اور شہر روم کی بنیاد سے تقریباً ڈیڑھ ہزار سال بعد قوم ماد نے ایک بڑی امپراطوری کی تشکیل دی اور قوم پارس اور دیگر قبیلوں کو اپنی تابعت میں لایا۔ انہوں نے ایران کے شمال مغرب میں ھگمتانہ کے مقام پر اپنا خوبصورت پایۂ تخت بنایا۔ اس شہر کو آج کل ہمدان کہتے ہیں۔

اگرچہ قوم پارس ماد قوم کے ماتحتوں میں شمار ہوتی تھی لیکن انہوں نے اپنا ایک بادشاہ چنا تھا۔ ان میں سے ایک شخص یعنی سیروس اول یا کوروس نے اپنے قبیلہ کے نام کی مناسبت سے ھخامنشی خاندان کی بنیاد ڈالی۔ کوروش اعظم نے 559 سے لیکر 529 قبل مسیح تک حکومت کی۔ وہ دنیا کی تاریخ میں ایک زبردست اور پرکار بادشاہ خیال کیا جاتا ہے۔ اس نے قوم ماد کے پایۂ تخت کو فتح کیا اور ان کی سلطنت ختم کردی۔ اس کے بعد اس نے موجودہ ایران کی تمام نواحی کو ایک حکومت کے تحت لایا اور جیسے کہ کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے دنیا میں سب سے پہلی آزاد حکومت کی بنیاد ڈالدی۔ ایران پر مکمل تسلط جمانے کے بعد اس نے ایک عظیم اور مقتدر امپراطوری دایر کرنے کے ارادے کئے جیسے کہ تاریخ ہمارے قول کی شاہد ہے اس نے اور اس کے بیٹے کمبوجیہ نے شاہنشاہی ایران کو دنیا کی سب سے بڑی امپراطوری بنایا۔ اس وقت تک دنیا کے لوگوں نے اس قدر وسیع شاہنشاہیت دیکھی نہیں تھی۔ ڈاکٹر گن در اپنی کتاب بنام "کاروان" میں لکھتا ہے "ھخامنشیوں کی امپراطوری درحقیقت دنیا کی قدیم ترین شاہنشاہیت ہے کیونکہ ان کے ماتحت کئی حکومتیں تھیں۔ یہ سب حکومتیں ایک ہی بادشاہ کی اطاعت کرتی تھیں۔ اگرچہ ان سے پہلے مصر سومر بابل اور چین وغیرہ میں کچھ فرعی سلطنتیں برسراقتدار تھیں لیکن تشکیلات کے لحاظ سے

وہ ایران کے مقابلے میں ناقابلِ اعتنا تھیں۔ ایران میں مواصلات اور ارتباط کے امور میں بالخصوص بڑی منظم عملداری تھی اور فی الحقیقت ایران جیسی عظیم شاہنشاہیت کے لئے یہ مفصّل اور مبسوط تنظیم لازمی بھی تھیں۔ چین میں اس طرح کی عملداری ہامنشیوں کے تین سو سال بعد دیکھنے میں آتی ہے۔

ایران میں شاہنشاہیت کی بنیاد کوروش کبیر کے ہاتھوں پڑی۔ لیکن اُس شاہنشاہیت کا مقصد صرف فاتحانہ نہ تھا بلکہ بین الملی انصاف و مدارہ ابھی ان کی نظر میں تھے۔ ان کے تابع تمام ملکوں اور ملتوں میں مقررہ قوانین کا پورا احترام ہوا کرتا تھا۔ ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہماری پہلی امپراطوری کی کیفیت لگ بھگ اس دور کے اقوام متحدہ کی جیسی تھی جو آج ڈھائی ہزار برس کے بعد پھر وجود میں آئی۔

کامبوجیہ کے بڑے اور نامور جانشینوں میں داریوش اول اور خشایارشا کا نام لیا جانا چاہیئے۔ ایران کی پہنا ور سرزمین کے ادارہ اور تنظیم میں انہیں بڑی لیاقت اور روشن فکری حاصل تھی۔ چنانچہ متمدن دنیا کے لوگ ان دونوں بادشاہوں کو ایران کے خاص بادشاہ کے عنوان سے جانتے ہیں۔ شاہنشاہی ایران کی عظمت کے وقت یعنی 500 قبل مسیح ہمارے ملک کی حدود میں آج کل کے وسط ایشیا (بجز عربستان) کا ایک بڑا حصّہ اور دیگر نواحی شامل تھے۔ اسکی مشرقی حدود ہندوستان میں دریائے سندھ اور شمالی سرحدیں روس کے جنوبی علاقہ سے جا ملتی تھیں۔ مغرب کیطرف بحیرۂ روم کے ساحلی علاقہ جات یعنی آج کل کے یونان کا بڑا حصّہ اور ترکی قبرس اور مصر سب شامل تھے۔

روم کی امپراطوری کی طرح جو کہ ۱۱۵ قبل مسیح میں اوج عظمت کو پہنچ چکی تھی۔ شاہنشاہی ایران کی حدود زمانے کے گذرنے کے ساتھ بدل گئیں لیکن اس کے دو صدی بعد بھی متمدن دنیا کا بڑا حصّہ اسمیں شامل تھا۔ داریوش اول نے 521 سے لے کر 458 قبل مسیح تک حکومت کی۔ وہ تاریخ کی بڑی شخصیتوں میں سے ہے۔ شاہنشاہی کے واقعی اور ایرانی مفہوم اور معنی کو ہم اسی بادشاہ کی اُس عبارت سے جانتے ہیں جو اس کی آرامگاہ کے پتھر میں کندہ کی ہوئی ملی ہے۔ اس میں درج ہے: "میں داریوش ایران کا بڑا بادشاہ اور گوناگون ملل کا شاہنشاہ ہوں۔ مدت سے میں اس عظیم دنیا پر جس کی حدیں دور دور نقاط تک پہنچ چکی ہیں حکومت کرتا ہوں"۔

Scanned with OKEN Scanner

سال 331 قبل مسیح کو اسکندر مقدونی نے کشورِ ایران کو فتح کیا لیکن آٹھ سال بعد جب اسکی موت واقع ہوئی تو یونانی اپنی نئی حکومت کے شیرازہ کو سنبھال نہ سکے۔ اسکندر کا ایک سردار سلوکس شاہنشاہی ایران کے ایک کونے میں اپنے لئے چھوٹی سی حکومت قائم کرنے میں کامیاب ہوا۔ ایران بھی اسی کا حصّہ بن گیا۔ یہ سلسلہ ایک سو سال تک چلتا رہا۔ یہ حکومت اگرچہ ایک لحاظ سے ایران پر یونانیوں کے قبضہ کے مترادف تھی۔ لیکن واقعتًا ایسا نہ تھا کیونکہ یونانی مہاجمین نے ایرانی رسوم و سنن کو قبول کیا، ایرانی عورتوں سے شادی کی اور مملکت داری کے لئے ایرانیوں سے رابطہ قائم کیا۔ بالآخر ایرانی تہذیب و تمدن نے انہیں اپنے اندر سما لیا۔

248 قبل مسیح کے آس پاس شمال مشرقی ایران میں رہنے والی پارتھوں کی متمدن قوم نے سلوکس کے جانشینوں کو سلطنت سے ہٹایا اور چار سو سال سے بھی زیادہ عرصہ تک ایران پر حکومت کی۔ ایران کے عمدہ تمدن نے بھی اپنا اثر ان پر ڈالا اور انہوں نے ایرانی آداب رسوم اختیار کئے اور ایرانی خداؤں کی پرستش کرنے لگے۔ انہوں نے ہخامنشی عہد کے آداب و رسوم کو رائج کیا۔ پارتھوں کا عہد ایران میں نیشنلزم کی روح کی احیاء کا دور ہے۔ اس دور میں ایرانیوں اور رومیوں کے درمیان تین سو سال تک اکا دکا لڑائیاں ہوتی رہیں۔ رومی اس کوشش میں تھے کہ اپنی امپیرالطوری کو مشرق کی سمت وسعت دیں لیکن پارت اُن کا مقابلہ کرتے رہے۔ مدت تک تربیت یافتہ بھاری اسلحہ والے سواروں کی وجہ سے جو در اصل یورپ میں قرونِ وسطی کے (CAVALIERS) کے لئے سرمشق ہے، پارت رومی سپاہیوں پر مکمل برتری حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے۔ یہ پہلی بار نہیں ہے جبکہ رومیوں نے ایرانیوں کے فوجی فنون کی تقلید کی۔ یونانیوں کے ساتھ ایک جنگ کے دوران خشایارشا نے ایک دریا پر کشتیوں کا ایک پل بنا کر اپنی فوج کو پار کیا تھا۔ چار سو سال بعد قیصر اور رھانیبال نے اس اختراع سے استفادہ کیا) بطور کلی ایران اور روم کی امپیرالطوریوں کے درمیان سرحد کے لئے دریائے فرات کو قبول کیا گیا تھا۔ یہ دریا آجکل شام اور عراق سے گذرتا ہے۔ صرف ایرانی قوم ہی ایسی قوم تھی جو ایک مدت تک رومیوں کا مقابلہ کر سکی اور پے در پے جنگوں کے باوجود رومی ایران کی تسخیر کے منصوبوں میں کامیاب نہ ہو سکے۔

سال 224 میلادی کے آس پاس ایران کے جنوبی ایالات یعنی فارس کا بادشاہ اور ایران کا ایک سردار اردشیر پارتھیوں کے خلاف اُٹھا اور اس نے ایک نئے خاندان کی بنیاد ڈالی۔ اس نے پارتھیوں کے ساتھ تین بڑی لڑائیاں لڑیں اور سال 226 میلادی میں اُس نے

پارتھیوں کے ساتھ تیسری جنگ کے دوران ان کے بادشاہ اردوان کو دست بدست لڑائی میں مار ڈالا اس طرح اُس نے ساسانی خاندان کی بنیاد ڈالی۔ یہ خاندان چار سو سال سے زیادہ عرصہ تک حکومت کرتا رہا یعنی متحدہ امریکا کے دورِ تاریخ سے دو گنے عرصہ یا انگلستان کی ملکہ الزبتھ کے زمانہ سے لیکر آج تک کے زمانہ تک یہ خاندان حکومت کرتا رہا۔

ساسانیوں کے عہد میں ھخامنشی دور کے افتخارات پھر سے زندہ ہوئے اور ایرانی ہند و تمدن ایک بار پھر اپنی عظمت کی انتہا تک پہنچ گئے۔ جن اختراعات اور کمالات کی بنا پر ہمیں آج کل دُنیا میں شہرت ملی ہے وہ اسی زمانے کی یادگار ہیں۔ دین زردشتی نے جوکہ ہخامنشی دور میں گہرا اور جاویدان مذہب تھا۔ ساسانی دور میں پھر سے اپنی پرانی رونق حاصل کی اور ایران کا رسمی دین مقرر ہوا ساسانیوں نے مستحکم اور مضبوط بنیادوں والی عمارتیں بنائیں۔ اب بھی ایران کے مختلف مقامات میں اُن کے عہد کے بنائے ہوئے مجلل محلوں، قلعوں اور عبادت گاہوں کے آثار ملتے ہیں۔

خسرو انوشیروان (579 - 531 میلادی) تک ساسانی خاندان کا ایک عظیم بادشاہ تھا۔ اس نے تعمیراتِ عامہ کے بڑے کام کئے۔ سڑکیں، پُل، کاروانسرا، قلعے وغیرہ ایران کے دُور دُور مقامات میں بنوائے بلکہ ایرانی سرحدوں سے باہر بھی ایسی تعمیرات اسی کے حکم سے عمل میں لائی گئیں۔ بڑے بڑے بندھوں کے ذریعہ کھیتوں میں پانی پہنچاتے اور زمین دوز نہروں (قنات) کے ذریعہ پہاڑوں سے آنے والے پانی کو کشاورزی میں استعمال لانے کے کام کو اس نے بڑی وسعت دی۔

ساسانیوں نے اکثر رومی فوجوں کو شکست دی۔ شاپور اوّل نے روم کے امپراطور والارین کو ایک جنگ میں قیدی بنا یا۔ لیکن بالعموم ایران اور روم کی دو امپراطوریوں کے درمیان تقریباً وہی سرحدیں برقرار رہیں جو پارتھیوں کے وقت میں تھیں۔ دوسری طرف انوشیروان نے اپنی قلمرو کی حدود کو شمال میں موجودہ روس تک اور مشرق میں موجودہ افغانستان کی سرحدات سے بھی آگے تک بڑھایا۔ اس نے عربستان پہ حملہ کیا اور عرب فوج کو شکست دی اور آج کل کے یمن تک جوکہ جزیرۂ عرب کے اُس سرے پہ واقع ہے، پیشقدمی کی ؛